سلسلۂ اشاعت نمبر۔ ۲

پندرہویں رمضان سے متعلق حدیث پر بدمذہبوں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کا

تحقیقی جائزہ

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب قادری (ایم۔ اے)
بہیڑی ضلع بریلی شریف



ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا بہیڑی۔ بریلی شریف

نام کتاب	تحقیقی جائزہ
مصنف	مفکر اسلام حضرت علامہ مختار احمد صاحب قادری
پیش لفظ	استاذ العلما حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی
کمپیوٹر سینٹر	جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف
کمپیوٹر کمپوزرس	ارشد علی جیلانی جبل پوری۔ محمد تطہیر خاں رضوی
ناشر	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، بہیڑی
طباعت	نیشنل پرنٹنگ پریس، بہیڑی
تعداد	گیارہ سو (۱۱۰۰)
سنہ طباعت	۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء

ملنے کے پتے

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا بہیڑی۔ بریلی شریف

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

افتخار احمد رضوی، وانوار احمد رضوی، شوز مرچنٹ، حاجی شبیر مارکیٹ نینی تال روڈ بہیڑی۔ ضلع بریلی شریف

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بعض لوگوں کی یہ مذموم عادت ہوتی ہے کہ وہ جہال اور عوام میں اپنی مقبولیت اور چودھراہٹ باقی رکھنے کیلئے فریب کاری سے کام لیتے ہیں، حقیقت بینی اور حق شناسی کو پس پشت ڈال کر اپنا پیٹ بھرنا انکا طرۂ امتیاز ہوتا ہے، اور تعصب و عناد انکی رگ و پے میں رچ بس جاتا ہے۔

پندرہ رمضان والی حدیث کے تعلق سے بھی کچھ اسی طرح کا رویہ اختیار کیا گیا، امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاوی رضویہ میں اس حدیث کا واضح ترجمہ پیش فرمایا تھا جس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی۔ جبکہ اس حدیث میں نہ تو حلال و حرام کا معاملہ تھا اور نہ کفر وایمان کی بات تھی، بلکہ امت مسلمہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے ایک واقعی چیز سے خبردار کیا جارہا تھا، ساتھ ہی دن، تاریخ اور مہینہ کی نشاندہی فرما کر سنہ کو پوشیدہ رکھا گیا تاکہ جب دن تاریخ اور مہینہ ایک دوسرے سے مطابق ہوں تو لوگ یاد الٰہی اور عبادت و ریاضت میں خاص طور پر مشغول ہوں۔ اس طرح کی بہت روایتیں اسلامی ذخیرہ میں آپ کو مل سکتی ہے۔ قیامت کی بہت سی نشانیاں اور خود قیامت کے سلسلہ میں بھی یہ ہی حکمت ہے کہ دن، تاریخ اور مہینہ بتایا گیا لیکن سنہ کو چھپایا گیا۔ پھر یہ کہ مستقبل میں ہونے والا واقعہ جب کسی خاص جگہ سے متعلق نہ ہو تو کہہ دے

مختصر اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ جہاں بھی یہ واقعہ رونما ہوگا وہاں یہی تاریخ و دن ہوگا۔ ان حقائق کی موجودگی میں بعض لوگوں کے مندرجہ ذیل الزامات اور معارضات کی کیا حقیقت رہ جاتی۔ ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

کسی نے کہا: یہ صرف اہل عرب کیلئے فرمایا گیا کہ حضور نے مدینہ ہی میں پیشینگوئی فرمائی تھی۔

کوئی بولا: دن تاریخ پوری دنیا میں ایک دوسرے کے مطابق ہو ہی نہیں سکتے لہذا یہ پیشینگوئی ہی لائق اطمینان نہیں۔

کوئی کہتا نظر آیا: کہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا اور ان کا سکون واطمینان چھین لینا نہایت مذموم حرکت ہے۔ اور بہیڑی کے نام نہاد محققین نے تو تحقیق وتدقیق اور انصاف و دیانت کا خون کر کے حدیث رسول ہی کو سرے سے باطل محض اور موضوع قرار دیدیا۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا، کیوں حقائق سے منہ موڑا گیا، کیوں دن دھاڑے حقیقت کا منہ چڑایا گیا اور کس جذبہ کے تحت بد دیانتی کا مظاہرہ کیا گیا؟! اسکی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نقل فرمائی ہے۔ بس کیا تھا دنیائے دیوبندیت چیخ اٹھی اور بوکھلاہٹ میں امام احمد رضا کو اثنا عشری مزاج والا یعنی رافضیوں کا ھمنوا قرار دیدیا۔

خدارا انصاف! کیا وہابیہ نے کبھی اپنے گریباں میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ ہم کس کے ھمنوا ہیں۔ کیا خارجیت کا خون ذوالثدیہ خارجی...

ظاہری، ابن تیمیہ، شیخ نجدی اور اسمعیل دہلوی تک اور پھر بعد کے تمام اذناب و اذیال کی رگوں میں نہیں دوڑ رہا ہے؟ اگر تحقیق کے طالب ہو تو تاریخ کا مطالعہ حقیقت بینی اور انصاف پسندی سے کرلو واضح ہو جائے گا کہ کس کا رشتہ کس سے ہے۔

ہاں سنو! امام احمد رضا کا موقف اور مسلک وہ ہے جو آپ نے روافض کے رد میں کتب و فتاوی تحریر فرما کر واضح فرمادیا ہے۔ پھر بھی آپ کو روافض کا ہمنوا قرار دیا جارہا ہے، تاریخ کے ساتھ یہ کتنی مضحکہ خیزی ہے۔ بیشک امام احمد رضا اہل بیت نبوت کے مدح خواں اور عقیدت کیش رہے، اگر اسی بنیاد پر یہ سب کچھ کہا جارہا ہے تو اسکا جواب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت پہلے دے گئے۔

لو کان رفضا حب آل محمد ☆ فلیشهد الثقلان انی رافضی

اگر محبت اہل بیت علامت رفض ہے تو میں سب سے پہلا رافضی ہوا۔

مخالفین و معترضین کی بے مائیگی، بے بضاعتی اور بے چارگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لالے پڑے ہیں اسکو نام نہاد محققین یک قلم موضوع گردانتے ہیں۔

تفصیل کیلئے کتاب کے اوراق الٹئے اور مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب قادری بہیڑوی کے قلم حقیقت رقم کی جولانیاں ملاحظہ کیجئے جنہوں نے چند سطری پمفلت "حدیث چنگھاڑ کی حقیقت" کا ایسا دنداں شکن

جواب دیا اور منکرین کے معاندانہ رویہ کا اس طرح محاسبہ کیا ہے کہ وہابیت کی نقاب الٹ گئی ہے، مشتہر کی علمی بد دیانتی اور دینی خیانتیں بالکل ظاہر ہو کر سامنے آگئی ہیں۔ مخالفین کا دعوی ہمہ دانی خاک میں مل گیا ہے، اس کتاب میں آپ کو خاص طور پر ایک بات یہ بھی ملے گی کہ دیوبندیوں کی مثال ایسی ہے کہ جس شاخ پر بیٹھے ہیں اسی پر کلہاڑی چلا رہے ہیں، حنفیت کا دعوی ہے لیکن امام اعظم کے مسلک اور ائمہ احناف کی تحقیق سے کھلم کھلا انحراف ہے۔

اس حدیث کی تحقیق اور اسکے رواۃ کی تعدیل و توثیق میں یہ کتاب مولانا موصوف کی بالغ نظری کا منہ بولتا ثبوت، اور علم حدیث میں عمیق مطالعہ کی غماز ہے۔ مولی تعالی مولانا موصوف کے علمی فیضان سے اہل سنت کو زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے۔ آمین بجاه النبی الکریم علیه و علی آله و اصحابه افضل الصلوة و التسلیم۔

محمد حنیف خاں رضوی
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج
بریلی شریف (یوپی)

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کو رمضان المبارک میں کوئی ہیبت ناک بات آنے والی ہے جس کی نسبت حضور کی طرف بعض آدمیوں نے کی ہے کہ مولوی صاحب نے ایسا فرمایا کہ جمعہ کی رات کو ایک ہیبت ناک آواز آویگی؟ بینوا توجروا۔

فاضل بریلوی نے جواب دیا۔

آئے گی، مگر یہ نہیں کہا تھا کہ اسی رمضان میں ائے گی، جب آئے گی تو وہ رمضان ہی ہوگا جس کے پندرہویں جمعہ کو ہوگی۔ اس سال زلزلے کثرت سے ہوں گے، اولے کثرت سے پڑیں گے، پندرہویں شب رمضان شب جمعہ ایک دھماکہ ہوگا، صبح کی نماز کے بعد ایک چنگھاڑ سنائی دیگی۔ حدیث میں آیا کہ اس تاریخ کو نماز صبح پڑھ کر گھروں کے اندر داخل ہو جاؤ اور کواڑ بند کرلو، گھر میں جتنے روزن ہوں بند کرلو، کپڑے اوڑھ لو، کان بند کرلو، پھر آواز سنو تو فوراً اللہ عزوجل کے لئے سجدہ میں گرو اور یہ کہو: سبحان القدوس، سبحان القدوس، ربنا القدوس، جو ایسا کریگا نجات پائے گا، جو نہ کریگا ہلاک ہوگا۔ یہ حدیث کا مضمون

ہے۔ اس میں یہ تعین نہیں کہ کس سنہ میں ایسا ہو گا۔ بہت رمضان مبارک گزر گئے جن کی پہلی جمعہ کو تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی گزریں گے، ہاں جو خبر دی ہونے والی ضرور ہے جب کبھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے خوف و امید ہر وقت رکھنا چاہیئے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

امام اہل سنت کا یہ فتوی فتاوی رضویہ جلد دوازدہم کے صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۰ پر درج ہے۔ چونکہ گزشتہ رمضان میں پندرہ تاریخ کو جمعہ تھا اسلئے ممبئی کے کسی مولانا صاحب نے اعلیٰحضرت کا یہ فتوی اشتہار کی شکل میں شائع کر دیا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ واقعہ تو ظاہر نہیں ہوا مگر اس فتوی کو پڑھ کر دیوبندیت کی دنیا میں زلزلہ آگیا۔ فاضل بریلوی کے حاسدین بھی دیوبندیوں کے ہم نوا بن گئے، جگہ جگہ نشستیں ہونے لگیں، ہوٹلوں، بیٹھکوں پر جاہلوں کا موضوع سخن یہی فتوی بن گیا، تقریروں میں اسکا مذاق بنایا جانے لگا، غرض کہ ہر طرف اسی کا چرچہ سنائی دے رہا تھا۔ فاضل بریلوی نے اپنے فتوی میں حدیث کا تذکرہ تو کیا تھا مگر اسکا حوالہ نہیں دیا تھا۔ اشتہار میں فتوی شائع کرنے والوں نے بھی حوالہ تلاش کر کے لکھنے کی زحمت گوارہ نہیں فرمائی جس کی وجہ سے مخالفین نے یہ شور و غوغا کیا کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ہے۔ ہم نے بفضلہ تعالیٰ حدیث کا حوالہ تلاش کر کے مکمل حدیث کو حوالہ کے ساتھ شائع کر دیا۔ حدیث شائع ہونے پر دیوبندی اور بوکھلا گئے اور انہوں نے اس حدیث کے خلاف ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں مذکورہ حدیث کو موضوع اور شیعی روایت قرار دیا۔ زیر نظر کتاب دیوبندیوں کے

اسی پمفلت کا مکمل جواب ہے جس کو پڑھ کر دیوبندیوں کی عیاری و مکاری کی گھناؤنی تصویر آپ کے سامنے آجائے گی۔ آپ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں جب دیوبندیوں نے اس قدر دھوکہ بازی اور جھوٹ سے کام لیا ہے تو انکی بڑی بڑی کتابوں میں کیا کچھ نہیں ہوگا۔ یہ جواب گزشتہ شوال ہی میں مکمل ہو چکا تھا۔ مگر بعض اہم مصروفیات کی وجہ سے فوری طور پر اشاعت نہ ہو سکی۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد چونکہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا تھا اس لئے اشاعت غیر ضروری محسوس ہوئی۔ مگر ادھر کچھ دنوں سے دیوبندیوں کے ہم نوا اپنی تقریروں میں پھر اس فتوی کو مذاق کا نشانہ بنانے لگے۔ تین روز قبل دیوبندیوں نے بھی اپنے ایک نئے پمفلٹ میں اپنے مذکورہ پمفلٹ کا جواب نہ ملنے پر کافی بغلیں بجائیں، اس لئے احباب اہل سنت کی خواہش ہوئی کہ جواب فوراً شائع کر دیا جائے تاکہ دیوبندیوں اور ان کے ہم نواؤں کی دہن دوزی ہو سکے، اس وجہ سے اس وقت شائع کیا جا رہا ہے۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔

مختار احمد قادری

محلہ اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی شریف

۵ / جمادی الآخرہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۵ / ستمبر ۲۰۰۰ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادران اسلام! "دیوبندیت" ایک ایسا دین ہے جس کو اکابر دیوبند نے ظہور اسلام کے تقریبا تیرہ سو سال بعد قائم کیا تھا۔ جیسا کہ دیوبندی جماعت کے مشہور پیشوا مولوی زکریا نے اعلان کیا۔

"ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اسکو مضبوطی سے تھام لو۔ صحیفے باد لیا ص ۱۲۶

گنگوہی اور نانوتوی کے قائم کیے ہوئے اس نئے دین کی بنیاد سراسر مکر و فریب اور جھوٹ پر رکھی گئی ہے اور اس دین کا بنیادی مقصد خدا اور رسول کی عظمت و شان کو گھٹانا اور بزرگان دین کی بارگاہوں میں گستاخی کرنا ہے۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے دیوبندی علماء عوام قرآن پاک اور حدیث شریف کے ترجموں تک میں تحریف کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور ان میں بلا جھجک اپنی طرف سے اپنے مطلب کی باتیں داخل کرتے ہیں۔ جن آیتوں اور حدیث رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے ان کو خاص طور پر دیوبندیوں نے اپنی بازیگری کا نشانہ بنایا ہے۔ قرآن پاک کی مشہور آیت کریمہ ہے۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

جس کا سیدھا سادہ ترجمہ ہے۔ اور تمہیں ہم نے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے، مگر دیوبندیوں کو یہ کیسے گوارہ ہو سکتا تھا کہ حضور مصطفیٰ

جان رحمت ﷺ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت تسلیم کر لیا جائے۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں اپنی طرف سے ایسے الفاظ شامل کر دئے جن کے ذریعہ آپ کی شان رحمۃ للعالمین پر پردہ ڈالا جا سکے۔ دیوبندی جماعت کے مشہور پیشوا اشرف علی تھانوی اس آیت مقدسہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

"اور ہم نے ایسے (مضامین نافعہ دیکر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کیلئے"

ذرا رسول دشمنی کا عالم دیکھئے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو رحمۃ للعالمین" فرمایا ہے، یعنی سارے جہانوں کیلئے رحمت، معمولی علم والا انسان بھی جانتا ہے کہ کہ "عالمین" سارے جہانوں کو کہتے ہیں، مگر تھانوی صاحب نے "العالمین" کا ترجمہ "لوگوں" کر کے پہلے حضور ﷺ کی رحمت کو صرف انسانوں کے ساتھ خاص کیا اور جب یہ بھی برداشت نہ ہو سکا تو "لوگوں" کے بعد "یعنی مکلفین" کی قید لگا کر آپ کی رحمت کو صرف عاقل بالغ مسلمانوں کے لئے محدود کر دیا۔ "لوگوں یعنی مکلفین" آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اسے تھانوی صاحب نے حضور ﷺ کی رحمت کا دائرہ مختصر کرنے کیلئے اپنی طرف سے آیت کے ترجمہ میں بڑھایا ہے۔ یہی لفظ "العالمین" الحمد للہ رب العالمین میں ہے۔ یہاں تھانوی صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ "سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے" سوال یہ ہے کہ "رب العالمین" میں جب "العالمین" کا معنی ہر ہر عالم ہے تو رحمۃ للعالمین میں اس کا معنی

لوگوں یعنی مکلفین کیسے ہو گیا؟ اسی طرح دیوبندیوں کے دوسرے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایک حدیث اور اس کا ترجمہ لکھ کر فتنہ کا "ف" لگایا اور حضور کی طرف منسوب کر کے خود اپنی طرف سے لکھ دیا۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

تقویۃ الایمان ص ۲۹

حالانکہ یہ صرف دیوبندیوں کا اپنا عقیدہ ہے۔ حدیث پاک میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔ دیوبندی پیشوا کی بازیگری دیکھئے کہ اپنا عقیدہ حدیث پاک کے ساتھ جوڑ کر سرور کائنات ﷺ کی طرف منسوب کر دیا۔ حدیث نبوی کے ساتھ چیرہ دستیوں کی اس سے بدتر مثال اور کوئی ہو سکتی ہے؟ تفسیر نور العرفان میں اگر کاتب کی غلطی سے خارجیوں کے بجائے قادیانیوں لکھ گیا تو کتابت کی یہ غلطی دیوبندیوں کے نزدیک "شاندار گپ" قرار پائی اور انہیں یہ تعجب بھی ہو گیا کہ جب بخاری شریف تیسری ہجری کی تصنیف ہے اور غلام احمد قادیانی چودھویں صدی ہجری کی پیداوار ہے تو "بخاری شریف میں قادیانیوں کا ذکر کیسے ممکن ہے؟" مگر ان کے بڑے شان نبوت کی تنقیص کیلئے قرآن وحدیث کے مفہوم میں اپنی طرف سے کتنی ہی بڑی تبدیلی کر دیں اس پر نہ انہیں تعجب ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں وہ شاندار گپ محسوس ہوتی ہے۔ سچ ہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والے کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا، بخاری شریف پڑھنا اور سمجھنا تو ان کے بس کی بات ہی نہیں۔ لگتا ہے کہ جناب کو کبھی بخاری شریف کا ترجمہ بھی پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ اس تعجب کا اظہار کبھی نہیں کرتے، کیونکہ قادیانی تو

چودھویں صدی ہجری کی پیداوار ہے، بخاری شریف میں تو چودھویں صدی کے بعد ظاہر ہونے والی چیز کا بھی ذکر موجود ہے۔ پھر اگر قادیانیوں کا ذکر اس میں موجود ہوتا تو کیا تعجب کی بات تھی۔ اگر موقع ملے تو کسی پڑھے لکھے آدمی سے بخاری شریف کی "کتاب الفتن" کا ترجمہ پڑھوا کر ضرور سن لیں تو پتہ چل جائے گا کہ تیسری صدی ہجری کی اس تصنیف میں کون کون سے زمانہ میں ظاہر ہونے والی چیزوں کا تذکرہ موجود ہے۔

ناظرین خود فیصلہ کریں کہ جو لوگ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فضائل و محاسن پر پردہ ڈالنے، اور آپ کی شان عظمت کو گھٹانے کے لئے قرآن و حدیث کے ترجمہ میں اپنی طرف سے اپنے مطلب کے الفاظ شامل کرنے میں کوئی شرم محسوس نہ کریں ان سے ایسی کوئی حدیث کیسے برداشت ہو سکتی ہے جس سے حضور ﷺ کا کوئی کمال ثابت ہوتا ہو۔

پندرہویں رمضان سے متعلق حضور سرور دو عالم ﷺ کی بیان فرمائی ہوئی جو پیشینگوئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی میں تحریر کی ہے، اس سے چونکہ شہنشاہ کونین ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے اس لئے اس کو پڑھ کر دیوبندیوں کی جان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

پہلے انھوں نے اپنے ہم نواؤں سے اس کے خلاف شور و غوغا کرایا اور جب اس سے کام نہ چلا تو خود بھی براہ راست میدان میں کود آئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے فتاوی میں چونکہ اس حدیث کا حوالہ نقل نہیں کیا تھا اس

لئے ابتدا میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اعلیحضرت نے یہ پیشینگوئی اپنی طرف سے گڑھ کر لکھی ہے، کسی حدیث میں اسکا ذکر نہیں ہے۔ اس پروپیگنڈہ کے جواب مین اہل سنت وجماعت کی طرف سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا جس میں مکمل حوالہ کے ساتھ حدیث پاک نقل کر کے اس پروپیگنڈہ کا منہ بند کر دیا گیا۔ اصل کتاب سے حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مہینوں میں ظاہر ہونیوالی نشانیوں کا بیان فرماتے ہوئے رمضان میں چنگھاڑ سنائی دینے کا تذکرہ فرمایا۔

اس کے آگے حدیث پاک کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

قلنا و ما الصیحة ةیا رسول الله ! قال :هدّة فی النصف من رمضان لیلة الجمعة فتکون هدّ ةتوقظ النائم ، و تقعد القائم، و تخرج العوائق من خدو رهن فی لیلة جمعة فی سنة کثیرة الزلازل و البرد ، فاذا و افق شهر رمضان فی تلك السنة لیلة الجمعة، فاذا صلیتم الفجر من یو م الجمعة فی النصف من رمضان فادخلو بیوتکم ، و اغلقوا بوابکم ،و سدوا کواکم ، و دثروا انفسکم ، و سدو آذانکم ، فاذا احسستم بالصیحة فخروا لله سجدا و قولوا: سبحا ن القدوس ، سبحان القدوس ، ربنا القدوس ، فانه من فعل ذلك نجا و من لم یفعل هلك ـ (نعیم ، ك)

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد ۱۴ ص ۵۶۹ تا ۵۷۰

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتوے میں اس حدیث کا بعینہ ترجمہ مذکور ہے۔ اس حدیث پر مشتمل اہل سنت کا مذکورہ پوسٹر بہیڑی کے تمام مساجد میں نمایاں مقامات پر چسپاں کر دیا گیا۔ اس پوسٹر کے جواب میں بہیڑی کے دیوبندیوں نے "حدیث چنگھاڑ کی حقیقت" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا جو ان کی مذہبی روایات کے مطابق سراسر جھوٹ اور مکاریوں کا مجموعہ ہے۔ چونکہ اہل سنت وجماعت کا پوسٹر دیگر مساجد کی طرح دیوبندیوں کی مسجد کے دروازہ پر بھی چسپاں کیا گیا تھا جو سڑک والی مسجد کہلاتی ہے، اس لئے دیوبندی اپنا پمفلٹ شائع کرنیکی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس پوسٹر کو "سڑک والی مسجد" پر لگانے کا واضح مطلب حلقۂ دیوبند کو گویا براہ راست چیلنج کرنا ہے، ایسی صورت میں حلقۂ دیوبند کی جانب سے اس کا جواب دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

جن لوگوں سے بار بار مطالبہ کیا گیا کہ میدان مناظرہ میں عوام کے سامنے آکر اپنا ایمان ثابت کرو۔ جن سے بار بار سوال کیا گیا کہ تم جن کاموں کو شرک و بدعت کہتے ہو انہیں کاموں کو کرنے والے اہل سنت وجماعت کو اپنی بیٹیاں کیوں دیتے ہو، ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھتے ہو، ان کا ذبیحہ کیوں کھاتے ہو؟ اور یہ سب تمہارے عوام اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ تمہارے مفتی ان کے جائز ہونے کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ کیا تمہارے مذہب میں مشرک وبدعتی کو اپنی بیٹی دینا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اسکے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز اور درست ہے؟

اس قسم کے کتنے سوالات ہیں جن کے جواب کیلئے انہیں عوام کے سامنے دعوت دیجاتی رہی اور طرح طرح سے ان کی غیرت کو للکارا جاتا رہا مگر عوام کے درمیان آمنے سامنے آکر گفتگو کرنے کے نام پر انہیں ایسا سانپ سونگھ گیا کہ بے غیرت بنے خاموش پڑے رہے اور آج تک خاموش ہی پڑے ہیں۔ یہ علانیہ للکاریں، یہ کھلے مطالبے، یہ واضح سوالات اور بر سر عام مناظرہ کی دعوت نہ انہیں اپنے لئے چیلنج محسوس ہوئی اور نہ ہی ان پر اس کا جواب دینا ضروری ہوا۔ ہاں پندرہویں رمضان شریف سے متعلق حدیث شریف پر مشتمل پوسٹر صرف مسجد کے دروازہ پر لگ جانے کو چیلنج بھی سمجھ لیا گیا اور اس کا جواب دینا بھی ضروری ہو گیا۔ آخر جو غیرت اس حدیث کے معاملہ میں بیدار ہوئی وہ میدان مناظرہ میں ایمان ثابت کرنے کے مطالبہ پر کہاں جاکر سو جاتی ہے؟

پندرہویں رمضان کی پیشینگوئی سے متعلق حدیث شریف اہل سنت و جماعت کے پوسٹر میں حضرت علامہ شیخ علی المتقی کی کتاب "کنز العمال" سے پیش کی گئی تھی۔ اس کتاب کے بارے میں دیوبندی اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں۔

"کنز العمال" نامی کتاب اورنگزیب عالمگیر کے دور حکومت میں ان کے حکم سے ہندوستانی علماء کے ایک بورڈ نے برہان پور (مدھیہ پردیش) میں بیٹھ کر ٹھیک اسی طرح مرتب کی تھی جس طرح فقہ حنفی پر اس دور میں فتاوی عالمگیر کی تدوین عمل میں آئی تھی۔ یہ کتاب شیخ علی المتقی کی طرف منسوب ہے۔ کنز العمال نامی اس کتاب میں صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ بہت سی ضعیف اور موضوع یعنی گھڑی (نقل مطابق اصل، ۱۲ام) ہوئی حدیثیں بھی بطور اطلاع و آگہی نقل کردی گئی ہیں تاکہ لوگ ان سے ہوشیار رہیں۔

بے شک: اگر کسی حدیث کے راوی میں کوئی کمی ہوتی ہے تو کنز العمال کے مصنف اس حدیث کے ساتھ ہی اس کمی کو بیان کر کے پڑھنے والے کو اس سے آگاہ کر دیتے ہیں۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر ۱۷۳۳۔ و فیه اسمیل بن یحی التیمی متروك متهم

حدیث نمبر ۱۸۶۵۔ و فیه محمد بن جعفر المدائنی، قال احمد لا احدث عنه ابدا۔ عن سلام بن مسلم، المدائنی متروك۔ عن زید العمی لیس بالقوی۔

حدیث نمبر ۱۹۱۸۔ هذا حدیث منکر، و فی الاسناد ضعیفان و مجهولان

حدیث نمبر ۱۸۲۰۔ و سنده ضعیف جدا۔

حدیث نمبر ۳۹۲۵۔ و فیه عباد بن کثیر الثقفی ضعیف.

حدیث نمبر ۳۹۶۸۷۔ و فیه سوید بن راشد المدنی، قال ابو حاتم: وجدت حدیثه کذبا۔

حدیث نمبر ۴۴۲۳۳۔ اسناده واه۔

حدیث نمبر ۴۴۳۶۷۔ اسناد هذا الحدیث منقطع مضطرب۔

حدیث نمبر ۴۶۰۴۲۔ و فیه العدی بن کثیر منکر الحدیث۔

یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر ہم نے پیش کی ہیں۔ پوری کتاب میں شیخ علی المتقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی معمول ہے کہ جس حدیث کی سند میں

کوئی سقم ہوتا ہے وہ اس کو وہیں حدیث کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔

پندرہویں رمضان سے متعلق پیشینگوئی والی جو حدیث پاک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتوی کی بنیاد ہے اور جس کو "کنز العمال" کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کے پوسٹر میں نقل کیا گیا ہے اس کو "کنز العمال" میں موضوع یعنی من گھڑت بتانا تو الگ رہا ضعیف و غریب تک نہیں بتایا گیا ہے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں کے بقول "ہندوستانی علما کے جس بورڈ" نے اس کتاب کی تدوین کی تھی اس میں شامل تمام علما کے نزدیک متفقہ طور پر یہ حدیث بالکل صحیح، بے عیب، قابل اعتماد اور اسکا ہر راوی روایت کی ہر کمی سے پاک ہے۔ اگر اس میں کوئی کمی ہوتی تو معمول کے مطابق کتاب میں بیان کر کے اس سے ضرور آگاہ کر دیا جاتا۔ لیکن دیوبندیوں کی فریب کاری اور جھوٹ کا عالم دیکھئے وہ اپنے پمفلٹ میں کنز العمال سے متعلق مندرجہ بالا وضاحت کرنے کے بعد متنازعہ حدیث شریف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مثال کے طور پر علامہ شیخ علی المتقی نے کنز العمال میں اس سے ایک باب کتاب الفتن کے تحت جہاں علامات قیامت سے متعلق صحیح احادیث لکھی ہیں وہاں جگہ آخر میں اس جعلی حدیث کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین : جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ بے شک دیوبندیوں کے مذہب کی بنیاد جھوٹ اور مکاری پر ہی رکھی گئی ہے۔ جب ان کے مذہب میں خدا جھوٹ بول سکتا ہے، اور رسول کا جھوٹ کی تمام قسموں سے معصوم ہونا ضروری نہیں، تو خود ان کو جھوٹ بولنے میں کیا شرم ہو سکتی ہے۔ ان

لیے تو جھوٹ واٹناندہی قرینہ کی حیثیت رکھتا ہوگا۔

ہم بمبئی سے دیوبند تک اور دیوبند سے نجد تک تمام دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں ذرا بھی شرم و غیرت موجود ہے تو وہ "کنز العمال" میں اس حدیث کے متعلق کہیں بھی آگاہی دکھادیں کہ یہ حدیث جعلی اور من گھڑت ہے۔ جعلی اور من گھڑت ہونا تو دور کی بات، "کنز العمال" میں اس کو ضعیف تک نہیں بتایا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس کے کسی راوی میں کوئی کمی بتائی گئی ہے۔ مگر دیوبندیوں کی مکاری اور بے حیائی دیکھئے کہ جس حدیث پر مصنف کوئی جرح نہ کرے اور اس کے کسی راوی میں کوئی کمی نہ بتا کر اپنے "معروف معمول" کی زبان میں یہ اظہار کریں کہ یہ حدیث بالکل صحیح، مکمل قابل اعتماد اور کسی بھی طرح کی کمی سے پاک و صاف ہے، اسی حدیث کو ان دیوبندیوں نے بڑے طمطراق سے ساتھ ایسی من گھڑت اور جعلی حدیثوں کی مثال میں پیش کیا ہے جن کو مصنف نے "بطور آگاہی" اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ ایسی ہی مکاریوں کے جال میں پھانس کر یہ دیوبندی بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حدیث حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسکو "کنز العمال" مطبوعہ بیروت کی جلد ۱۴ کے صفحہ نمبر ۵۶۹،۵۷۰ پر درج کیا گیا ہے۔

آگے چل کر دیوبندی اس حدیث کے متعلق اپنے پمفلٹ میں اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

[illegible] "میزان الاعتدال" [illegible] "تہذیب التہذیب" [illegible]

دعویٰ تمام محدثین کے اتفاق کا اور حوالہ صرف تین محدثین کا۔ تین اشخاص کی رائے کو تمام محدثین کا متفقہ فیصلہ قرار دے دینا سفید جھوٹ اور شرمناک فریب ہے جس کی جرأت صرف دیوبندی ہی کر سکتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ دیوبندیوں کیلئے باعث شرم اور ڈوب مرنے کی بات یہ ہے کہ یہ سب حوالے بھی غلط اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس کو "کنز العمال" کی جلد ۱۲ ص ۲۹ [illegible] سے اہل سنت وجماعت کے پمفلٹ میں نقل کیا گیا ہے اس حدیث کو نہ علامہ ذہبی نے موضوع کہا ہے اور نہ ابن جوزی نے، ایسے ہی حضرت حارث اعور ہمدانی کو نہ تمام محدثین نے "شیعی کذاب" کہا اور نہ خود امام ابن حجر عسقلانی نے۔ پتہ نہیں اس پمفلٹ لکھنے والے دیوبندی کا ضمیر کس مٹی سے گوندھا گیا ہے کہ اسے جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے کوئی شرم و حجاب ہی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ دیوبندی پمفلٹ نگار آدمی ہے یا جھوٹ کا پتلا اور

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عداوت کے جوش میں ناحق بیان دیا ہے اور اوٹ پٹانگ ہانک کر ان کی بیان کی ہوئی حدیث کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ورنہ علم حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نہ وہ ائمہ حدیث کے رجال سے واقف ہے اور نہ فن اسماء الرجال سے۔ نہ وہ جرح وتعدیل کے اصول جانتا ہے اور نہ اصحاب جرح وتعدیل کی حیثیت۔ اس نے علامہ ابن جوزی اور علامہ ذہبی کا حوالہ تو دیدیا مگر ان کی جرح ماہرین علم حدیث کی نظر میں کیا حیثیت رکھتی ہے؟ اس کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں۔

ابن جوزی جن کے بارے میں دیوبندیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ حدیث کو موضوع کہا ہے ان کا حال یہ ہے کہ انہوں نے بہت سی اور صحیح حدیثوں کو بھی اپنی "موضوعات" میں شامل کر کے بلا دلیل من گڑھت قرار دیا ہے جسے ائمہ محققین، نقادان منقحین، اور علم حدیث کے مسلم ماہرین دلائل قاہرہ سے باطل کر چکے ہیں، اس کا بیان مقدمہ ابن الصلاح، تقریب امام نووی، الفیہ امام عراقی اور فتح المغیث امام سخاوی میں اجمالی طور پر۔ تدریب امام سیوطی میں قدرے تفصیلی طور پر، تعقبات، آللی، القول الحسن اور القول المسدد میں پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ تدریب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن جوزی نے دوسری کتابیں تو در کنار، خود صحاح ستہ اور مسند امام احمد کی ۸۴ (چوراسی) حدیثوں کو موضوع یعنی من گڑھت قرار دیا ہے جنکی

مسند امام احمد :	۳۷	صحیح بخاری شریف :	۱
صحیح مسلم شریف :	۱	سنن ابوداؤد شریف :	۴
جامع ترمذی :	۲۴	سنن نسائی :	۱
سنن ابن ماجہ :	۱۶	کل =	۸۴

اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

ان تساهله و تساهل الحاكم فی المستدرك اعدم النفع بكتا بیهما اذ ما من حدیث فیها الا و یمكن انه مما وقع فیه التساهل ۔

بیشک (موضوعات میں) ابن جوزی اور مستدرک میں حاکم، کی لاپرواہی نے ان دونوں کی کتابوں کا نفع ختم کر دیا۔ کیوں کہ ان میں جو حدیث بھی ہے اس میں لاپرواہی واقع ہونیکا امکان ہے ۔ (تعقبات)

لہذا ابن جوزی اگر کسی حدیث کو اپنی موضوعات میں بیان کریں تو محض ان کے بیان سے اسکو موضوع نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

امام خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب "تعقبات" میں ابن جوزی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فان كتاب الموضوعات جمع الامام ابی الفرج ابن الجوزی قدنبه الحفاظ قدیما و حدیثا علی ان فیه تساهلا كثیرا ، و احادیث لیست بموضوعة ، بل هی من رادی الضعیف و فیه احادیث حسان و اخری صحاح۔

بیشک امام ابی فرج ابن جوزی کی جمع کی ہوئی کتاب موضوعات سے متعلق اگلے پچھلے حفاظ حدیث آگاہ کر چکے کہ اس میں بہت زیادہ لاپرواہیاں ہیں اور ایسی حدیثیں ہیں جو موضوع نہیں بلکہ وہ ضعیف کے قبیل سے ہیں۔ اور اس میں حسن اور صحیح حدیثیں بھی ہیں۔ (جن کو ابن جوزی نے موضوع قرار دیا) جو آگاہی صاحب کنزالعمال نے دی ہی نہیں تھی وہ تو دیوبندیوں کو حاصل ہوگئی ، مگر ابن جوزی کے بارے میں حفاظ حدیث کی دی ہوئی یہ آگاہی کہ انہوں نے ضعیف ہی نہیں بلکہ حسن اور صحیح حدیثوں تک کو موضوعات میں شامل کر دیا ، دیوبندیوں کو حاصل نہ ہو سکی۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

مولوی عبدالحی فرنگی محلی جن پر علمائے دیوبند پورا اعتماد رکھتے ہیں اپنی کتاب "التعلیق الممجد" میں لکھتے ہیں۔

وھناك خلق لھم تشدد فی جرح الرواۃ یجرحون الرواۃ من غیر مبالاۃ و یدرجون الاحادیث الغیر الموضوعۃ فی الموضوعات ،منھم ابن الجوزی۔

جرح و تعدیل کی دنیا میں ایک ایسی جماعت ہے جو راویوں کی جرح میں تشدد کرتی ہے ، یہ لوگ لاپرواہی کے ساتھ راویوں پر جرح کرتے ہیں اور غیر موضوع احادیث کو موضوعات میں داخل کر دیتے ہیں ۔ انہیں میں سے ابن جوزی بھی ہیں۔

" پندرہویں رمضان سے متعلق متنازعہ حدیث کو جیسا کہ ہم نے پہلے بتایا علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں شامل کیا ہی نہیں ہے۔ اور بالفرض اگر وہ ان کی موضوعات میں شامل بھی ہو تب بھی محققین ائمۂ حدیث کے نزدیک اس سے اس حدیث کا من گڑھت ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

اب رہے علامہ ذہبی: تو ان کا "میزان الاعتدال" میں یہ طریقہ ہے کہ وہ راویوں سے متعلق ہر قول کو بلا تحقیق و تنقیح نقل کر دیتے ہیں چاہے وہ قول کتنا ہی مہمل اور خلاف واقعہ کیوں نہ ہو۔ یہاں تک کہ انہوں نے امام الائمہ کاشف الغمہ، سراج الفقہا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت اسمٰعیل بن حماد کے تذکرہ میں یہ جرح بیان کی ہے۔ "ثلاثتهم ضعفاء" یعنی امام اعظم، ان کے بیٹے حماد، اور اسمٰعیل تینوں ضعیف ہیں۔ اور خود امام اعظم کے تذکرہ میں انہوں نے اس طرح کہا ہے۔

النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفة الکوفی ۔امام اهل الرای ۔ضعفه النسائی من جهة حفظه و ابن عدی و آخرون۔

نعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کوفی، اہل رائے کے امام ہیں، انہیں ان کی یادداشت کی خرابی کی وجہ سے نسائی، ابن عدی اور دوسرے محدثین نے ضعیف بتایا ہے۔

اسی لئے محققین کے نزدیک علامہ ذہبی کی بیان کی ہوئی جرح تحقیق و تنقید کے بغیر قابل قبول نہیں۔

علمائے دیوبند کے معتمد مولوی عبدالحی فرنگی محلی "التعلیق الممجد" میں لکھتے ہیں۔

و منهم من عادته فی تصانیفه کابن عدی فی کامله و الذهبی فی میزانه انه یذکر کل ما قیل فی الرجل من دون الفصل بین المقبول و المهمل ، فایاك ثم ایاك ان تجرح احدا بمجرد قولهم من دون تنقیده باقوال غیرهم۔

کچھ اصحاب جرح و تعدیل کی اپنی تصانیف میں یہ عادت ہے کہ جو کچھ راوی کے بارے میں کہا گیا ہے وہ اسے مقبول اور مہمل کے درمیان فرق کئے بغیر ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسے ابن عدی اپنی کتاب کامل میں اور ذہبی میزان الاعتدال میں، تو ہرگز ہرگز صرف ان کے کہنے سے کسی پر جرح مت کرنا جب تک تو دوسرے کے اقوال سے اسکی چھان بین نہ کرلے۔

لہذا علامہ ذہبی "میزان الاعتدال" میں اگر کسی حدیث پر جرح بیان کریں تو جب تک ان کی بیان کی ہوئی جرح دوسرے ائمہ فن کے ارشادات کی روشنی میں معیار تحقیق و تنقید پر پوری نہیں اترےگی اس کو سند بنانا درست نہیں ہوگا۔ اگر دیوبندیوں کے نزدیک علامہ ذہبی کی بیان کی ہوئی ہر جرح قابل قبول ہے تو پھر انہیں علامہ ذہبی کے بیان کے مطابق حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ضعیف ماننا ہوگا، پھر سارا حنفی مذہب ہی ضعیف ہو جائے گا۔

یہ ہے اعلیحضرت کی دشمنی کا نتیجہ کہ ان کی بیان کی ہوئی حدیث کی

تکذیب کے شوق میں مذہب حنفی کو ہی نشانہ بنا بیٹھے۔ دیوبندیوں نے اپنے پمفلٹ میں متنازعہ حدیث کے ایک راوی حضرت حارث اعور ہمدانی کے بارے میں بڑے طمطراق کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے۔

اس کا راوی حارث ہمدانی اعور تمام محدثین کے نزدیک قطعی کذاب ''یعنی جھوٹا ہے۔

ہم بہیڑی کے تمام دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دیوبند کے تمام طواغیت کو اپنی مدد کے لئے بلا لیں اور اگر ان سے بھی کام نہ چلے تو دیوبندی جماعت کے سرپرست اعلی شیخ نجدی کو بھی آواز دیں لیں اور حارث اعور ہمدانی کا تمام محدثین کے نزدیک قطعی کذاب ہونا ثابت کر دیں تو انہیں ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ ''تمام'' اور ''قطعی'' کے معنیٰ اگر بہیڑی کے دیوبندی خود نہ جانتے ہوں تو دیوبند کے بڑوں سے جاکر پوچھ لیں۔ اور مبلغ ایک ہزار روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور اگر ثابت نہ کر سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ثابت نہ کر سکیں گے تو سچے دل کے ساتھ اس دیوبندی مذہب سے توبہ کریں جس میں جھوٹ، فریب اور مکاری و عیاری کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اب ہم حضرت ''حارث اعور ہمدانی'' کے متعلق چند محدثین کرام کے بیانات پیش کرتے ہیں جن کو پڑھ کر دیوبندیوں کے اس دعوی کی پوری حقیقت ناظرین کے سامنے واضح ہو جائے گی اور وہ ان کے مکرو فریب کا پورا اندازہ لگا سکیں گے۔

دیوبندیوں نے اپنے پمفلٹ مین علامہ ذہبی کی جس کتاب ''میزان

الاعتدال" کا جھوٹا حوالہ بڑے طمطراق کے ساتھ پیش کیا ہے اسی میں حضرت حارث اعور ہمدانی کو اکابر علمائے تابعین میں سے بتایا گیا ہے۔ وہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خاص مصاحبین میں سے تھے۔ حارث اعور کو ان کے زمانہ کے اہل علم کیسا سمجھتے تھے اس بارے میں اسی میزان الاعتدال میں مشہور محدث حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول منقول۔

کان من اصحاب ابن مسعود خمسة یوخذ منهم، ادرکت منهم اربعة، وفاتنی الحارث فلم اره، و کان یفضل علیهم و کان احسنهم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے پانچ لوگوں سے حدیث لی جاتی ہے۔ ان میں چار سے میری ملاقات ہوئی اور حارث مجھ سے چھوٹ گئے، میں انہیں نہیں دیکھ سکا۔ حارث کو ان چاروں پر فضیلت دیجاتی تھی اور ان میں سب سے اچھے تھے۔

ابو بکر بن ابو داود کا یہ قول بھی اسی کتاب میں ہے۔

کان الحارث الاعور افقه الناس و افرض الناس و احسب الناس، تعلم لفرائض من علی۔

حارث اعور، لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ فرائض کے ماہر اور سب سے زیادہ حساب داں تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرائض کی تعلیم حاصل کی تھی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب "تہذیب التہذیب" میں حارث اعور

کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

روی عن علی و ابن مسعود و زید بن ثابت و بقیرة امراة سلمان،

روی عنه الشعبی و ابو اسحاق السبیعی و ابو البختری الطائی و عطاء بن

ابی رباح و عبدالله بن مرة و جماعة۔

حارث نے حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید ابن ثابت اور سلمان کی بیوی بقیرہ سے روایت کی، اور حارث سے شعبی، ابو اسحاق سبیعی ابو البختری طائی، عطاء بن ابی رباح، عبداللہ بن مرہ اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی۔

امام دارمی فرماتے ہیں کہ امام ابن معین نے حارث اعور کے بارے میں فرمایا کہ وہ ثقہ یعنی مکمل بھروسہ کے لائق ہیں۔ اسی طرح ابن شاہین نے بھی ان کو ثقات مین شمار کیا۔ حضرت احمد بن صالح مصری نے بھی حارث اعور کی تعریف کی اور ارشاد فرمایا۔

الحارث الاعور ثقة ما حفظه و ما احسن ما روی عن علی۔

حارث اعور پوری طرح بھروسہ کے لائق ہیں، انکا حافظہ کتنا اچھا ہے اور انہوں نے حضرت علی سے کتنی اچھی روایت کی ہے۔

ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں۔

قیل لیحیی یحتج بالحارث؟ فقال: ما زال المحدثون یقبلون

حضرت یحیی سے پوچھا گیا کہ حارث کو دلیل بنایا جا سکتا ہے ؟انہوں نے فرمایا کہ محدثین ہمیشہ ان کی حدیث کو قبول کرتے رہے ہیں۔

لیس بہ باس، ان میں کوئی عیب نہیں۔

اسی طرح امام دوری نے امام ابن معین سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا۔

الحارث قد سمع من ابن مسعود و لیس بہ باس ۔

حارث کو حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سماعت حاصل ہے اور ان میں کوئی عیب نہیں۔

امام ابو حاتم سے عبید اللہ بن خلیفہ ہمدانی کے متعلق دریافت کیا گیا کہ :

ھو احب الیک او الحارث قال الحارث اشھر۔

وہ آپ کو زیادہ پسند ہیں یا حارث اعور ؟انہوں نے فرمایا : حارث زیادہ مشہور ہیں۔

حارث اعور کے بارے میں اکابر محدثین کرام کے مندرجہ بالا ارشادات تہذیب التہذیب ، میزان الاعتدال ، اکمال فی شرح اسماء الرجال ، اور تنسیق النظام کے علاوہ خود دیوبندیوں کے مشہور پیشوا، تبلیغی جماعت کے بانی ، مولوی محمد الیاس کے بیٹے، مولوی محمد یوسف کاندھلوی نے بھی اپنی کتاب امانی الاحبار میں نقل کیے ہیں۔

علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں، اور اسی کے حوالہ سے امام حافظ ابن

پھر عسقلانی تہذیب التہذیب میں، حارث اعور کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

والنسائی مع تعنتہ فی الرجال فقد احتج بہ و قوی امرہ

اور نسائی نے راویوں کے بارے میں اپنی سخت گیری کے باوجود ان کو دلیل بنایا ہے اور ان کے معاملہ کو قوی کہا ہے۔

مسند امام احمد میں حضرت وکیع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

قال حبیب بن ابی ثابت لابی اسحاق حین حدث عن الحارث عن علی فی الوتر یا ابا اسحاق! حدیثک ھذا ملأ مسجدك ذھبا۔

جب ابو اسحاق نے وتر کے بارے میں حارث اعور کے حوالہ سے، حضرت علی کی روایت کی ہوئی حدیث، بیان کی، تو حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا: اے ابو اسحاق! تمہاری یہ حدیث تمہاری مسجد بھر سونے کے برابر ہے۔

حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی اپنی مشہور زمانہ کتاب "ترمذی شریف" کی کتاب الدعوات، باب دعاء المریض میں حارث اعور کی حدیث کے بارے میں نقل فرماتے ہیں۔

ھذا حدیث حسن ☆ یہ حدیث حسن ہے

اگر حارث اعور کذاب ہوتے یا ان میں کوئی دوسری کمی موجود ہوتی تو حبیب بن ابی ثابت ان کے حوالہ سے بیان کی ہوئی حدیث کو مسجد بھر سونے کے برابر اہمیت کیوں قرار دیتے اور امام ترمذی ان کی حدیث کیسے حسن کہہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک بھی حارث اعور ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ اور ان کی

بیان کی ہوئی حدیث ہر طرح کی کمی سے پاک ہے۔

یہ تمام محدثین جن کے اقوال آپنے ملاحظہ فرمائے علم حدیث کے اکابر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان سب نے متفقہ طور پر حارث اعور کو ثقہ اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

ترمذی شریف کے علاوہ حاث اعور کی روایت کی ہوئی احادیث ابوداؤد شریف نسائی شریف اور ابن ماجہ میں بھی موجود ہیں۔ واضح رہے کہ یہ چاروں کتابیں "صحاح ستہ" میں شامل ہیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو حنفی علما میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور حدیث وفقہ دونوں میں اپنے وقت کے اکابر ائمہ میں شمار کئے جاتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب " شرح معانی الاثار" میں حارث اعور کی حدیث کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب مسلک امام اعظم کی انتہائی مستند، معتبر، اور معتمد کتاب ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے امام، امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الفقہاء والمحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حارث اعور کی حدیث کو روایت کیا ہے اور جس سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث روایت فرمائیں ہم حنفیوں کے نزدیک اس کے معتبر و مستند ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی ائمہ محققین کی تحقیق ہے اور یہی فقہاء و محدثین کا فیصلہ ہے۔

محقق علی الاطلاق نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے راوی کے بارے میں بحث کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

و معلوم ان ابا حنیفۃ لم یکن لیذھب فیاخذ عنہ فی حال اختلاطہ و یروی، وھو الذی شدد فی امر الرواۃ مالم یشدد غیرہ۔

یہ بات معلوم ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کی یہ شان نہیں کہ وہ اس راوی میں خرابی ہونے کے باوجود اس سے حدیث لینے جائیں اور اسے روایت کریں، امام اعظم ایسے شخص ہیں جنہوں نے روایت کے معاملہ میں ایسی سختی برتی جو ان کے علاوہ کسی نے نہیں برتی۔

مشہور محدث وفقیہ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "میزان الشریعۃ الکبری" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فکل الرواۃ الذین بینہ و بین رسول اللہ ﷺ عدول، ثقات، اعلام، اخیار لیس فیھم کذاب و لا متھم بکذب۔

امام اعظم اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جتنے راوی ہیں۔ وہ سب گواہی کے معیار پر پورے، مکمل بھروسہ کے لائق، بلندی والے اور بہترین لوگ ہیں۔ نہ ان میں کوئی کذاب ہے اور نہ کسی پر جھوٹ کا اتہام ہے۔

یہ فیصلہ امام شعرانی نے محض اپنی عقیدت کے جوش میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ مسانید امام اعظم کے مطالعہ، اور ان کی احادیث کے راویوں کے بارے میں تحقیق کرنے کے بعد کیا ہے، جس کی وضاحت انہوں نے خود اس مقام پر کر

دی ہے۔

صاحب "تنسیق النظام" کہتے ہیں۔

ان روایة الامام المجتهد النافذ، عن شخص، تعدیل و توثیق له کما قرر فی موضعه۔

یہ بات اپنے مقام پر ثابت ہو چکی ہے کہ امام مجتہد نقاد کا کسی حدیث کو روایت کرنا ہی اس کو عادل اور ثقہ قرار دینا ہے۔ یعنی وہ جو امام مجتہد اور نقاد ہو، وہ اگر کسی راوی سے حدیث روایت کرتا ہے تو اس کا یہ روایت کرنا ہی اس بات کا اعلان ہے کہ وہ راوی اس امام کی نظر میں گواہی کے معیار پر پورا اور مکمل بھروسہ کے لائق ہے۔ اس میں کوئی ایسی خرابی نہیں جو اسکی حدیث کو بے اعتبار بنادے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ائمہ مجتہدین اور محققین ناقدین میں سب سے اعلی مقام رکھتے ہیں، آپ کا علم سب پر فائق اور آپ کی نظر سب سے وسیع ہے۔ پھر آپ حارث اعور کے ہم وطن بھی ہیں۔ آپ کا زمانہ بھی ان کے زمانہ سے قریب ہے، ان کی وفات کے پندرہ سال بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔ ان کے حالات کو دیکھنے والے بہت سے لوگ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں گے۔ راویوں کے معاملہ میں آپ کا معیار تحقیق بھی اوروں سے زیادہ سخت رہا اور آپ نے باریک بینی سے ان کے حالات کی چھان بین کی۔ پھر آپ کی روایت کے بعد حارث اعور کی ثقاہت وعدالت پر کون شک کر سکتا ہے۔ اگر حارث اعور کی حمایت

میں کسی دوسرے محدث کا کوئی قول موجود نہ بھی ہوتا تب بھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان سے حدیث روایت کرنا ان کو معتبر و ثقہ ثابت کرنے کیلئے کافی تھا۔ لہذا جو کوئی شخص امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقتاً پیروکار ہوگا، انہیں سچے دل سے اپنا امام و پیشواء مانتا ہوگا اور ان کی شان تحقیق و اجتہاد پر یقین رکھتا ہوگا وہ کبھی حارث اعور کو کذاب نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ ان کی حدیث کو موضوع بتا سکتا ہے۔ انہیں کذاب اور ان کی حدیث کو موضوع وہی کہہ سکتا ہے جسکی نظر میں امام اعظم کی روایت قابل اعتماد نہ ہو اور نہ وہ انکی عظمت اجتہاد کا قائل ہو، ایسے شخص کا مسلک حنفی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی چونکہ سچے پکے حنفی اور دل سے امام اعظم کے پیروکار ہیں اس لئے جو راوی امام اعظم کے نزدیک قابل اعتماد اور معتبر ہے اس پر وہ بھی اعتبار و اعتماد کرتے ہیں۔ دیوبندی اگرچہ زبان سے حنفی ہونیکا دعوی کرتے ہیں مگر حقیقۃً وہ مسلک امام اعظم کے باغی اور حنفیت کے غدار ہیں، اس لئے ان کی نظر میں نہ امام اعظم کی روایت کوئی اہمیت رکھتی ہے اور نہ ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حارث اعور کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے جبکہ وہ امام اعظم کے رجال میں ہیں۔

اگر دیوبندی حقیقۃً دل سے مسلک امام اعظم کے پابند اور حنفیت کے سچے وفادار ہوتے تو کبھی حارث اعور کو کذاب اور ان کی حدیث کو گڑھا ہوا کہہ کر

اسی طرح اعتماد کرتے جس طرح امام احمد رضا نے کیا۔

شیخ الاسلام ابو محمد عبدالرحمٰن رازی اپنی پوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

عن عامر قال لقد رایت الحسن و الحسین یسئلان الحارث الاعور عن خدیث علی ۔

حضرت عامر سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا۔ حارث اعور سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پوچھتے تھے۔

حضور جان رحمت ﷺ کے پیارے نواسے جوانان جنت کے سردار حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حارث اعور کے ہم زمانہ ہونے اور ان کے حالات زندگی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود انکو قابل اعتماد اور ان کی بیان کی ہوئی حدیث کو معتبر سمجھتے تھے جبھی تو ان سے حضرت علی کی حدیث پوچھا کرتے تھے۔ حارث اعور کی عدالت وثقاہت کے ثبوت میں اس سے بڑھ کر شہادت اور کیا ہو گی۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ حارث اعور جن کو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے خاص مصاحبین میں شامل فرمائیں،
حضرت امام حسن اور امام حسین اعتماد کریں جن کو
جن پر حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکمل بھروسہ کے لائق قرار دیں، جن سے شعبی اور ابو اسحٰق سبیعی جیسے اکابر تابعین کی جماعت حدیث

روایت کرے، جن کو محققین ائمہ حدیث عادل، ثقہ، بے عیب اور اوثق الناس بتائیں۔ ہر دور کے محدثین جن کی حدیثوں کو قبول کریں۔ "صحاح ستہ" کی اکثر کتابوں میں جن کی حدیثیں منقول ہوں، امام ترمذی جنکی حدیث کو حسن کہیں، امام طحاوی جیسے اکابر ائمہ احناف جن کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں بیان کریں، ان کے بارے میں دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ "حارث ہمدانی اعور تمام محدثین کے نزدیک قطعی کذاب یعنی جھوٹا ہے" کتنا بڑا جھوٹ اور شرمناک فریب ہے۔
دیوبندی اپنے پمفلٹ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"ایک اور بات قابل غور یہ بھی ہے کہ حارث ہمدانی اعور، ایران کے قصبہ "ہمدان" کا باشندہ ہے اور ایران کی ۹۷ فیصدی آبادی قطعی طور پر شیعہ ہے لہذا غالب گمان یہی کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک شیعی روایت ہے۔ اور خانصاحب بریلوی اپنے اثنا عشری مزاج کی افتاد کی بنا پر اکثر شیعی روایات اپنی کتابوں میں لکھنے کے عادی ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔"

یوں تو دیوبندیوں کا پورا پمفلٹ ہی جھوٹ فریب اور مکاری کا پلندہ ہے مگر اس مختصر سے اقتباس میں تو انہوں نے دروغ گوئی و فریب کاری کا ایسا مظاہرہ کیا ہے جس کو دیکھ کر شیطان بھی انگشت بدنداں رہ گیا ہوگا۔

حارث اعور کی حدیث کو شیعی روایت ثابت کرنے کے لئے انہوں نے عیاریوں کا جو تہہ در تہہ جال بچھایا ہے اسے دیکھنے کے بعد جس میں شرم و حیا کی ذرا سی بھی رمق ہوگی وہ ایک منٹ کیلئے بھی دیوبندیت سے تعلق رکھنا گوارہ نہیں کریگا۔ اس عبارت میں دیوبندیوں کی پہلی مکاری تو یہ ہے کہ انہوں نے حارث اعور کو ایران کے قصبہ "ہمدان" کا باشندہ بتایا ہے حالانکہ حارث اعور نہ قصبہ "

ہمدان" کے رہنے والے ہیں اور نہ ہی ایران کی کسی دوسری بستی کے۔ ان کا سرے سے ایران سے کوئی تعلق ہی نہیں، بلکہ وہ عراق کے مشہور شہر کوفہ کے رہنے والے ہیں جو حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے دور خلافت میں مملکت اسلامیہ کی راجدھانی اور تمام عالم اسلام کا مرکز رہا۔ اس کی دھرتی سے علم و حکمت کے ایسے چشمے جاری ہوئے جن کے فیضان سے آج بھی زمانہ سیراب ہو رہا ہے۔ امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بھی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ اسی شہر کا باشندہ ہونیکی وجہ سے اسماء الرجال کی کتابوں میں حارث اعور کے نام کے ساتھ کوفی لگایا جاتا ہے۔ اب رہا ان کا "ہمدانی" ہونا تو وہ ایران کے قصبہ ہمدان کی نسبت سے نہیں بلکہ یمن میں "ہمدان" نام کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا اسی طرف نسبت کر کے حارث اعور کو ہمدانی کہا جاتا ہے۔ "ابن اثیر" اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں "الہمدانی" کے متعلق لکھتے ہیں۔

نسبة الی همدان قبیلة کبیرة من الیمن۔

یہ ہمدان کی طرف نسبت ہے جو یمن کا ایک بڑا قبیلہ تھا۔

یہ قبیلہ سنہ ۱۰ھ میں داخل اسلام ہوا۔ ابن اثیر "الکامل" ہی میں سنہ ۱۰ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فی هذه السنة بعث رسول الله ﷺ علیا الی الیمن، و قد کان ارسل قبله خالدبن الولید الیهم یدعوهم الی الاسلام فلم یجیبوه، فارسل علیاو امره ان یعقل خالدا ومن شاء اصحابه، ففعل، و قرأ علیّ کتاب

رسول اللہ ... علی اہل الیمن ... [illegible]

فکتب بذالک الی رسول اللہ ... فقال السلام علی ہمدان ... [illegible]

اس سنہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو یمن کی طرف بھیجا اس سے پہلے آپ حضرت خالد بن ولید کو وہاں بھیج چکے تھے۔ وہاں سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اب آپ نے حضرت علی کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت خالد اور اصحاب میں سے جو چاہیں ساتھ لے لیں۔ حضرت علی نے تعمیل حکم کی اور یمن والوں کو حضور ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ پورا ہمدان کا قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت علی نے یہ خبر حضور ﷺ کو لکھ کر بھیجی۔ آپ نے فرمایا: ہمدان پر سلامتی ہو۔ آپ اسے تین مرتبہ فرماتے رہے۔

کتنا خوش نصیب قبیلہ تھا "ہمدان" جس کو نبی رحمت ﷺ نے اسے تین بار سلامتی کی دعا سے سرفراز فرمایا۔ راویانِ حدیث میں ہمدانیوں کی بڑی تعداد نظر آتی ہے وہ سب اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی کی نسبت سے ہمدانی کہلاتے ہیں۔ اس قبیلہ کا اصل وطن یمن تھا، یہیں اس نے اسلام قبول کیا جیسا کہ آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے مگر راویانِ حدیث میں جتنے ہمدانی ملتے ہیں ان کے نام کے ساتھ کوفی لگا ہوتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں یہ قبیلہ یمن سے کوفہ منتقل ہو گیا تھا اور اس نے کوفہ میں ہی مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ یہ قبیلہ بہت سی شاخوں (بطون) پر مشتمل تھا۔ انہیں شاخوں میں سے ایک شاخ

(بطن) کا نام "حوت" تھا۔ حارث اعور اسی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نسبت سے ان کو حوتی اور ہمدانی کہا جاتا ہے۔ اب ان دیوبندیوں کی مکاری و عیاری دیکھئے کہ انہوں نے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی بیان کی ہوئی اس حدیث کو شیعی روایت ثابت کرنے کے لئے کتنے بڑے شرمناک جھوٹ کا سہارا لیا کہ حارث اعور جو کوفہ کے رہنے والے تھے ان کو قبیلہ ہمدان کے بجائے ایران کے قصبہ ہمدان کی طرف منسوب کر دیا۔

لعنة الله علی الکاذبین

پھر مکاری پر مکاری دیکھئے کہ حارث اعور کو ایران کے قصبہ ہمدان کا باشندہ بتا کر انہوں نے لکھا کہ "ایران کی ۷۰ فیصدی آبادی قدیمی طور پر شیعہ ہے۔ لہذا غالب گمان یہی کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک شیعی روایت ہے۔ حضرت حارث اعور کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی یعنی اب سے ۱۳۵۶ تیرہ سو چھپن سال پہلے۔ ایران میں شیعوں کی اکثریت اب ہے۔ کیا حارث اعور کے دور حیات میں بھی وہاں انہیں کی اکثریت تھی؟ اس دور میں تو وہ مذہب مکمل طور پر وجود میں بھی نہیں آیا تھا جسکو آجکل رافضیت اور شیعہ مذہب کہا جاتا ہے۔ ناظرین کرام دیوبندیوں کی بازیگری کا اندازہ لگائیں کہ انہوں نے فاضل بریلوی پر شیعی روایت بیان کرنے کا الزام لگانے کے لئے کس قدر عیاری سے کام لیا ہے کہ پہلے حارث اعور کو ایران کا باشندہ بتایا پھر ان کا رشتہ اس مذہب سے جوڑ دیا جس کے ماننے والوں کی ان کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو سال بعد ایران میں اکثریت ہے جبکہ

دیوبندیوں کے مذہب کی نبیاد ایسی ہی مکاریوں اور فریب کاریوں پر رکھی گئی ہے۔ اگر کسی حدیث کا راوی ہمدانی ہونے سے دیوبندیوں کے نزدیک غالب گمان یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ شیعی روایت ہے تو دیوبندی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی ان احادیث کے بارے میں کیا کہیں گے جو آپ نے ہمدانی حضرات سے روایت فرمائی ہیں۔ کیونکہ امام اعظم کے اساتذہ و شیوخ میں بہت سے حضرات حارث اعور کی طرح ہمدانی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند نام ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عمرو بن عبداللہ ابو اسحاق سبیعی ہمدانی

(۲) محمد بن قیس ہمدانی

(۳) ابراہیم بن محمد بن المنتشر بن اجدع ہمدانی

(۴) ابو ہند حارث بن عبدالرحمن، ہمدانی،

(۵) ذر بن عبداللہ مرہبی، ہمدانی،

(۶) علی بن الاقمر بن عمرو ہمدانی،

(۷) موسیٰ بن ابی عائشہ ہمدانی

(۸) عبد خیر بن زید ہمدانی

(۹) عبداللہ بن داؤد بن عامر ہمدانی

(۱۰) ابو عمرو والقاسم بن مخیمرہ ہمدانی

(۱۱) محمد بن المنتشر بن الاجدع، ہمدانی

(۱۲) مسروق بن اجدع بن مالک ہمدانی

(۱۳) ابو الضحیٰ مسلم بن صبیح ہمدانی، وغیرہم۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ہمدانی محدثین کرام کی احادیث کو نہ صرف روایت کیا ہے بلکہ انہیں مذہب کی بنیاد بناکر ان سے مسائل بھی نکالے ہیں۔ لہذا دیوبندیوں اور ان کے ہم نواؤں کے نزدیک امام اعظم کے مذہب کی بنیاد ایسی حدیثوں پر ہوئی جن کے بارے میں غالب گمان یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ شیعی روایات ہے۔

پھر جب امام احمد رضا کا حارث اعور ہمدانی کی حدیث کو نقل کرنا دیوبندیوں کے نزدیک ان کے اثنا عشری مزاج کی افتاد ہے تو یہ دیوبندی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکا شیعہ اور رافضی ہی قرار دیں گے کیوں کہ انہوں نے اتنے ہمدانیوں کی احادیث کو اپنے سینے سے لگا رکھا ہے۔ یہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی عداوت کا نتیجہ ہے کہ ان پر اعتراض کرنے کے جوش میں یہ دیوبندی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے حملوں کا نشانہ بنا بیٹھے۔ اصل بات یہ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی تصنیفات میں کہیں بھی امام اعظم کے اصول و ضوابط سے بال برابر انحراف نہیں کیا ہے۔ ان کا مسلک و مذہب بالکل وہی ہے جو امام اعظم کا مسلک و مذہب ہے بلکہ امام اعظم کے مسلک کو ہی اس دور میں وہابیت و دیوبندیت سے ممتاز کرنے کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ اسلئے امام احمد رضا کے مسلک پر جو بھی اعتراض کیا جائے گا اس کا نشانہ اور است مسلک

امام اعظم ہی بنیگا۔ لہذا جو امام اعظم کا سچا وفادار ہوگا وہ کبھی مسلک اعلی حضرت کو اعتراض کا نشانہ نہیں بنائے گا۔

بہر حال یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو گئی کہ پندرہویں رمضان شریف سے متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی بیان کی ہوئی حدیث پر دیوبندیوں نے اپنے پمفلٹ میں جتنے اعتراضات کئے ہیں وہ سب جھوٹ پر مبنی، اور دیوبندی عیاری و مکاری کا شرمناک مظاہرہ ہیں۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ "کنزالعمال" کے مصنف شیخ علی المتقی نے اپنی کتاب میں بطور آگاہی اس جعلی حدیث کا تذکرہ کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب میں کہیں بھی اسکے جعلی ہونے کی آگاہی نہیں دی ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے گزشتہ اوراق میں ثابت کیا کہ انہوں نے اس حدیث پر کوئی جرح نہ کر کے اپنے معروف معمول کی روشنی میں اس حدیث پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے ۔یہ دیوبندیوں کا پہلا سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ اس حدیث کا راوی حارث اعور ہمدانی تمام محدثین کے نزدیک قطعی کذاب یعنی جھوٹا ہے۔ حالانکہ ہم نے ثابت کر دیا کہ بہت سے اکابر محدثین اور ائمہ محققین نے حارث اعور کو ثقہ، قابل اعتماد، اور بھروسہ کے لائق بتایا ہے۔ اور ماہرین علم حدیث نے انکی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ لہذا انہیں تمام محدثین کے نزدیک قطعی کذاب بتانا دیوبندیوں کا دوسرا سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں مذکورہ حدیث کو موضوع بتایا ہے یعنی گڑھی ہوئی اور جھوٹی حدیث۔ حالانکہ علامہ ذہبی نے اپنی اس کتاب میں کہیں بھی اس حدیث کو موضوع یعنی گڑھا ہوا نہیں بتایا ہے، یہ دیوبندیوں کا تیسرا سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تہذیب التہذیب" میں بھی حارث اعور کو کذاب بتایا ہے" حالانکہ علامہ ابن حجر کی اس کتاب میں بہت سے اکابر محدثین کے نزدیک حارث اعور کو ثقہ اور قابل اعتماد بھی بتایا گیا ہے۔ ان اقوال کو چھپا کر حتمی طور پر تہذیب التہذیب کی طرف انہیں کذاب بتانے کی نسبت کرنا دیوبندیوں کا چوتھا سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ علامہ ابن جوزی نے بھی اس حدیث کو موضوع کہا ہے حالانکہ علامہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں کہیں بھی اس حدیث کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ یہ دیوبندیوں کا پانچواں سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ حارث ہمدانی اعور ایران کے قصبہ ہمدان کا باشندہ ہے ۔ حالانکہ حارث اعور کوفہ کے باشندے ہیں ۔ نہ وہ قصبہ ہمدان کے رہنے والے ہیں اور نہ ایران کی کسی بستی کے، انہیں قصبہ ہمدان کا باشندہ بتانا دیوبندیوں کا چھٹا سفید جھوٹ ہوا۔

اور انہیں ایرانی قرار دینا انکا ساتواں سفید جھوٹ ہوا۔

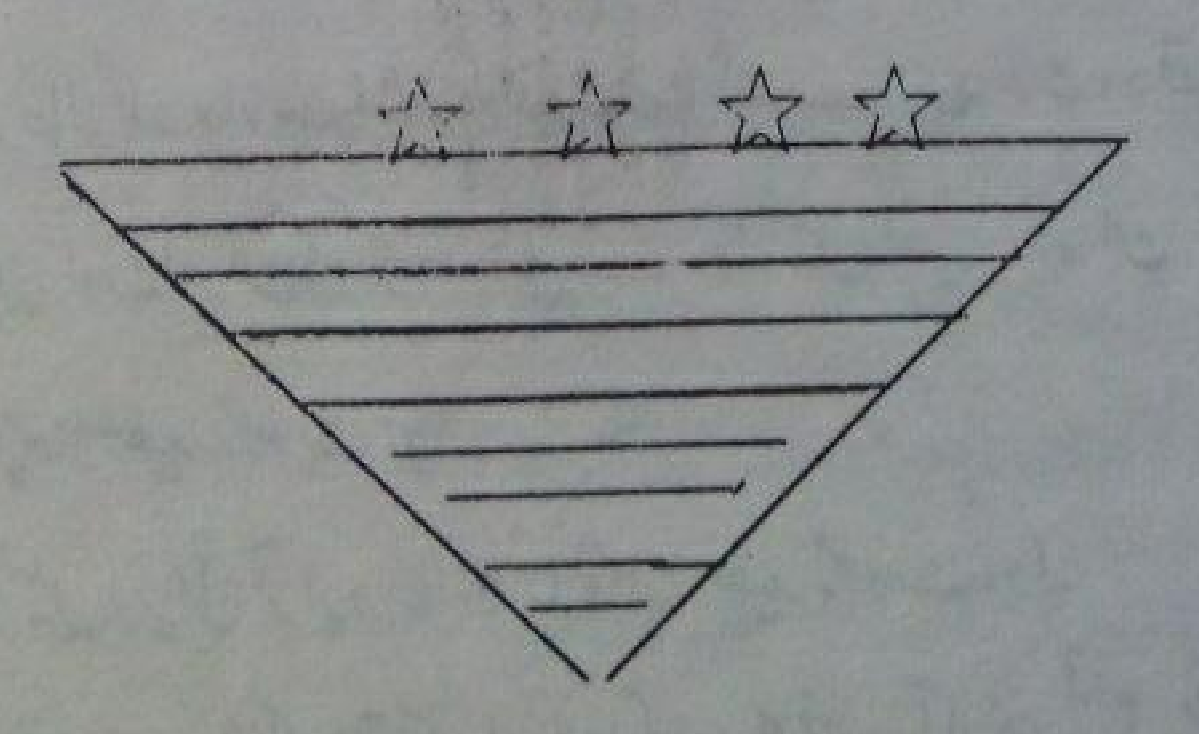
دیوبندیوں نے لکھا تھا کہ ایران کی ۹۷ فیصد آبادی قطعی طور پر شیعہ ہے

حالانکہ حارث اعور کے دور میں ایران کے اندر موجودہ دور والی شیعیت کا وجود تک نہ تھا، یہ دیوبندیوں کا آٹھواں سفید جھوٹ ہوا۔

دیوبندیوں نے حارث اعور کے ہمدانی ہونے کی بنا پر انکی حدیث کو غالب گمان کے ساتھ ایک شیعی روایت قرار دیا۔ یہ دیوبندیوں کا نواں سفید جھوٹ ہوا۔ کیونکہ کسی راوی کا ہمدانی ہونا اسکے شیعہ ہونے کی دلیل نہیں۔

دیوبندیوں نے اعلی حضرت فاضل بریلوی سے مزاین کو اثنا عشری بتایا، یہ ان کا دسواں سفید جھوٹ ہوا۔ کیونکہ فاضل بریلوی نے اپنی تصنیفات میں رافضیت و شیعیت کا جو شدید رد فرمایا ہے اس کو پڑھنے کے بعد ان پر شیعیت کا الزام وہی لگا سکتا ہے جس نے شرم حیا کو بالکل ہی بالائے طاق رکھ دیا ہو۔

دیوبندی اعتراضات کی حقیقت واضح ہونے کے بعد ہر صاحب انصاف پر یہ بات عیاں ہو گئی ہو گی کہ پندرہویں رمضان سے متعلق مذکورہ حدیث بالکل صحیح اور ہر طرح کی جرح سے پاک ہے۔ اس کا انکار وہی کریگا جس کے دل میں احادیث مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی احترام نہیں ہو گا۔



عرض حال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین حق کی حفاظت کے لئے جو عظیم خدمات انجام دی ہیں ان کی مثال گزشتہ کئی صدیوں میں نہیں مل سکے گی۔ تیرہویں، چودھویں صدی ہجری میں انگریزی گورنمنٹ کے زیر سایہ اسلام کے خلاف نہ جانے کتنی باطل پرست تحریکیں اٹھیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلامی عقائد و مراسم کی بیخ کنی کرنے کے لئے پوری طاقت کے ساتھ میدان میں اتر آئی تھیں، مگر امام احمد رضا نے تن تنہا ان ساری تحریکوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر دین کی ایسی پاسبانی فرمائی کہ باطل پرستوں کے سارے عزائم خاک میں مل گئے اور ہر طرف حقانیت کا بول بالا ہو گیا۔۔ امام احمد رضا نے زندگی بھر قرآن و سنت کی ترجمانی فرمائی اور دنیا کو وہی پیغام دیا جو صحابہ و تابعین، فقہاو محدثین اور تمام بزرگان دین کا پیغام تھا۔۔ آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے چاہے کچھ بھی کہتے رہیں مگر امام حمد رضا کی ہر تصنیف اور انکا تحریر کیا ہوا ہر فتوی اس حقیقت کا گواہ ہے کہ انہوں نے نہ نئے عقیدے کی بنیاد رکھی اور نہ کسی نئے مسلک کی۔ وہ اپنی پوری زندگی قرآن و سنت کی روشنی میں سلف صالحین کے عقائد و افکار کے علمبردار اور مسلک امام اعظم کے نقیب رہے۔

آج امام احمد رضا کے خلاف جھوٹے پروپگنڈوں کا بازار گرم ہے مگر جو

لیتا ہے وہ پروپگنڈوں کے ہر جال سے آزاد ہو کر ہمیشہ کے لئے امام احمد رضا کا عقیدت مند بن جاتا ہے۔ جیسے جیسے امام احمد رضا کی تصنیفات عام ہو رہی ہیں ویسے ویسے باطل پرستوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا اندھیرا چھنتا چلا جارہا ہے اور دنیا میں ہر طرف امام احمد رضا کی عظمت و عبقریت کی دھوم مچتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے اس دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ امام احمد رضا کی تصنیفات اور ان سے متعلق لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے اور اسکو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچایا جائے تاکہ غلط فہمیوں کے اندھیروں میں بھٹکنے والے حقیقت کے اجالے میں آسکیں۔

اسی ضرورت کے پیش نظر بہیڑی میں ۱۹۹۹ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا قائم کیا گیا۔ اور عید قرباں کے موقع پر بعض مخلصین نے اشاعتی مقصد کی تکمیل کے لئے چرم قربانی سے ادارہ کا تعاون کیا۔ ۱۹۹۹ء کے فنڈ سے ادارہ نے امام احمد رضا کی مشہور کتاب "تمہید ایمان" کی اشاعت کی، اور اسے لوگوں میں مفت تقسیم کیا۔ جن مخلصین اہل سنت نے ادارہ کے اس کام کو پسند کیا انہوں ۲۰۰۰ء میں بھی چرم قربانی سے ادارہ کو تعاون دیا اس طرح ادارہ اپنے سلسلۂ اشاعت کی دوسری کڑی کے طور پر شیر قادریت حضرت علامہ مختار احمد صاحب کی تصنیف کردہ اس کتاب کو پیش کر رہا ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی بیان کردہ ایک حدیث پر دیوبندیوں کی طرف سے لگائے گئے اعتراضات کے جوابم لکھی گئی

اس کتاب کی اشاعت میں چند حضرات نے خصوصی تعاون بھی پیش کیا ہے جنکی تفصیل آپ آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ ادارہ ان سب حضرات کا شکر گزار ہے۔ اگر بہیڑی کے مخلصین کا تعاون اسی طرح جاری رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ادارہ اسی طرح مفید دینی کتابیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا رہے گا۔

مولانا محمد اسرائیل رضوی، حافظ محمد سرفراز رضوی، حافظ محمد افضال رضوی شفیق احمد رضوی و دیگر اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، بہیڑی، بریلی شریف

اگر آپ چاہتے ہیں کہ

۱۔ مسلک اہل سنت وجماعت کی کتابیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچیں۔

۲۔ اعلی حضرت امام احمد رضا کا مشن عام کیا جائے۔

۳۔ اعلی حضرت کی تصنیفات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔

۴۔ اعلی حضرت پر لگائے جانے والے الزامات کا بھرپور اور مدلل جواب دیا جائے

۵۔ تحریری طور پر سنیت کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ ہو۔

تو

چرم قربانی ودیگر امدادی رقوم سے ادارہ کا بھرپور تعاون کریں

رابطہ کا پتہ

مولانا محمد اسرائیل رضوی

محلہ ٹانڈہ، بہیڑی، ضلع بریلی شریف

اس کتاب کی اشاعت میں ادارہ کے معاونین

(۱) حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی

پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

(۲) عالی جناب محمد رضوان صاحب رضوی، مالک نیشنل پرنٹنگ پریس مقابل

ریلوے اسٹیشن بہیڑی، بریلی شریف

(۳) عالی جناب رئیس احمد صاحب رضوی ولد حاجی جمیل احمد صاحب کپڑے

والے بہیڑی، بریلی شریف،

مولیٰ تعالیٰ معاونین ادارہ کے تمام جائز مقاصد میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ تحقیقات